سود کا مسئلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بحرالعلوم حضرت مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؔ رحمۃ اللہ علیہ سابق صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن (انڈیا) کی ذات بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ بجاطور پر اُستاذ العلماء اور بحرالعلوم کے لقب سے جانے جاتے تھے۔ عربی ادب۔ فلسفہ۔ کلام۔ منطق، تفسیر، اُصولِ تفسیر، حدیث، اسماء رجال، اُصولِ حدیث، فقہ، اُصولِ فقہ، عقاید۔ تصوف۔ غرض جس فن میں بھی حضرت سے استفادہ کیا جاتا تو معلوم ہوتا کہ وہی حضرت کا خاص فن ہے۔

آج سے لگ بھگ پچاس سال قبل آپ کی تفسیر حیدرآباد دکن سے نکلنے والے ماہنامہ درس القرآن میں شائع ہوتی رہی پھر اس کے بعد کچھ عرصہ تک ماہنامہ "القدیر" میں۔ ۱۹۷۵ء میں کراچی (پاکستان) سے پہلی بار تفسیرِ صدیقی کے نام سے ادارۂ اشاعت تفسیرِ صدیقی کے زیرِ اہتمام پانچ پانچ پاروں کی جلدوں میں آپ کی تفسیر کی اشاعت شروع ہوئی۔ زمانہ کی ترقی اور بدلتے ہوئے حالات پر آپؒ کی گہری نظر رہتی تھی چنانچہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز میں آپ کا صرف ایک جملہ "میں مسجد کے محراب کو آلۂ مکبر الصوت ہی کی ایک قسم سمجھتا ہوں" فتویٰ تصور کیا گیا۔

موجودہ دَور میں سُود کا مسئلہ پھر سے کھڑا ہوا ہے اور بیانات پر بیانات آرہے ہیں اور اسی سلسلہ میں حضرت بحرالعلومؒ کا نام گرامی بھی بعض مقامی اخبارات میں کچھ اس طرح سے پیش کیا گیا ہے کہ عام قاری کے ذہن میں یہ تأثر پیدا ہو کہ حضرت بھی اس کی حلت کے موئید تھے حالانکہ واقعہ اس کے برعکس ہے۔

مسئلہ سود میں حضرت بحرالعلوم (رحمۃ اللہ علیہ) کی رائے اور تفصیلی بحث (جو تفسیر صدیقی سے ماخوذ ہے) قارئین کے لئے پیش کی جاتی ہے۔

حضرت بحرالعلومؒ کا یہ ارشاد ”کس کی مقدور ہے کہ جس کو خدا حرام کرے وہ اس کو حلال کرے“ رہنمائی کے لئے کافی ہے۔

محمد عباس علمبردار صدیقی
مہتمم حسرت اکیڈیمی

حیدرآباد دکن (انڈیا)
۲۲/ سپتمبر ۱۹۸۹ء

عَنْ جَابِرٍؓ : لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدِيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ - (رواہُ مُسلم)

جابر رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اور دینے والے، اُس کے لکھنے والے، گواہ بننے والے پر بھی لعنت بھیجی ہے اور سب (گناہ میں) برابر ہیں۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا
يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ
الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا
سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾

ترجمہ

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ کھڑے نہیں ہو سکیں گے مگر مثل اس (آسیب زدہ) کے جس کو شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ان سود خواروں نے کہا کہ جیسا سودا ہے ویسا سود ہے (جیسی بیع ہے ویسی ربا بھی ہے) اور خدا نے بیع کو حلال کیا اور ربا (اور سود) کو حرام اور پھر جس کے پاس اس کے رب کے پاس سے نصیحت (اور ممانعت) پہنچ چکی اور وہ باز بھی آ گیا (اور اپنی سود خواری سے رُک گیا) تو اسی کے لئے ہے

جو کچھ ہوا۔ اور اس کا کام خدا کے حوالے ہے اور جو دوبارہ کرے (یعنی باوجود ممانعت کے پھر سود لے) تو پھر یہی لوگ دوزخی ہیں، وہ تو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

بعض لوگوں نے اَلَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ؛ سے آسیب اور جنات کے اثر کو ثابت کیا ہے۔ جو لوگ روحانیات سے نابلد ہیں وہ اس سے انکار کرتے ہیں مگر ان کا انکار ناتجربہ کاری پر مبنی ہے۔ روحانیات کے کاموں کو ان کے ماہرین پر چھوڑنا چاہیئے۔ زیادہ سے زیادہ یہ لوگ جو کہہ سکتے ہیں یہ ہے کہ ہم کو اس کا تجربہ نہیں، ہم کو اس کا ثبوت نہیں ملا۔ غرض کہ ان کے عدمِ علم سے عدمِ وجود ثابت نہیں ہوسکتا۔

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ

وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ﴿۲۷۶﴾

ترجمہ:- اللہ رِبا (اور سود) کو مٹاتا (گھٹاتا اور بے برکت کردیتا) ہے اور خیرات و مبرات کو بڑھاتا (اور ترقی پذیر کرتا) ہے اور اللہ کسی ناشکرے گناہ گار کو پسند نہیں کرتا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ

وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾

ترجمہ:- بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیئے اور (جنھوں نے)

پابندی سے نماز پڑھی اور زکوٰۃ دی۔ اُن کو اُن کے رب کے پاس اجر اور ثواب ملے گا نہ اُن کو خوف ہوگا نہ کوئی حزن و ملال۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ
مِنَ الرِّبٰوا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٧٨﴾

ترجمہ:- اے مومنو! خدا کی مخالفت سے بچو اور جو کچھ رِبا (وسود) لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اُس کو معاف کردو اگر (تم کو ایمان ہے اور) تم مومن ہو۔

فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ
وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٧٩﴾

ترجمہ:- اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو خدا اور اُس کے رسول سے لڑنے سے خبردار ہوجاؤ اور اگر تم نے توبہ کرلی تو تمہارے لئے تمہارا اصل مال ہے۔ نہ ظلم کرو نہ ظلم کئے جاؤ۔

وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ
وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٨٠﴾

ترجمہ:- اور اگر کوئی (قرض دار) تنگدست ہو تو اُس کو کشادہ دستی تک (تونگری تک) مہلت دینی چاہیئے اور معاف کردینا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کچھ علم بھی رکھتے ہو۔

وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٨١﴾

ترجمہ :- اور اس دن سے ڈرتے رہو جس دن تم خدا کی طرف واپس کیے جاؤ گے ۔ پھر جس نے جو کچھ کمایا ہے اُس کو اُس کا پُورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور اُن لوگوں پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے گا۔

صاحبو! ان آیات میں سود، بیع وغیرہ کا ذکر ہے لہذا ان کی تحقیق ذیل میں کی جاتی ہے :-

سود کے مسئلہ کی تحقیق اصولِ تمدن کے سمجھنے پر موقوف ہے۔ اصلِ تمدن تین ہیں۔

(۱) نظامِ سرمایہ داری (۲) نظامِ اشتراکیت (۳) نظامِ تمدن اسلام۔

ا۔ سرمایہ داری یہ بات ظاہر ہے کہ دولت اور سرمایہ بغیر محنت اور جانفشانی کے پیدا نہیں ہوتا ۔ سرمایہ دار اپنے عیش و عشرت کو کم کرتا یا چھوڑتا ہے ۔ کم کھاتا اور خراب پہنتا ہے اور دیگر لذاتِ دنیا سے محروم رہتا ہے تب کہیں سرمایہ جمع ہوتا ہے ۔ سرمایہ دار اپنی دولت اور مال ، کام اور محنت کرنے والوں کو دیتا ہے ۔ کام کرنے والا مزدور اور کاشت کار اس سرمایہ سے نفع اُٹھاتا ہے ۔ سرمایہ دار اپنے سرمایہ سے اُن کے منتفع ہونے کی وجہ سے اصل کے سوا اور رقم واجب الادا سمجھتا ہے ۔ اگر وقتِ معیّن پر رقم ادا نہیں کی جاتی تو مزید رقم ذمہ لگاتا ہے اور اس کو معاوضہ انتظار کشی سمجھتا ہے اور یہ سود ہے ۔ ان کا نظریہ ہے کہ

تجارت آزاد رہنی چاہیئے کیوں کہ بغیر نفع کے کوئی شخص کام نہیں کرتا ۔ اگر نفع روکا جائے گا تو تجارت موقوف ہو جائے گی ۔ اگر سال بھر تک مثلاً رقم ادا نہیں کی جاتی تو زائد رقم کو اصل کے ساتھ جوڑ کر سب کا سود لگاتا ہے ۔ اس کا نام سود مرکب یا سود در سود ہے ۔ اگر وقتِ معیّن پر اصل کا کچھ حصہ ادا کر دیا جاتا ہے تو سود کی کمی کر دی جاتی ہے ۔ اس کو کٹ متی کہتے ہیں ۔ بعض سود خوار یہ کمی نہیں کرتے اور جب تک رقم ادا نہ ہو ایک ہی مقدار کا سود لیتے ہیں ، اس کو کھرا سود کہتے ہیں ۔

سود لینے والوں کو اس سے غرض نہیں کہ دوسرا جئے یا بھوکا مرے ۔ ان کا دل سخت اور درشت ہو جاتا ہے ۔ انسانی ہمدردی ان میں باقی نہیں رہتی ۔ اور جب بلا محنت روپیہ ملنے لگتا ہے تو یہ لوگ کاہل اور آرام طلب ہو جاتے ہیں ۔ محنت کی عادت ان سے چھوٹ جاتی ہے اور اس کا نتیجہ سوائے تباہی اور بربادی کے کیا ہو سکتا ہے ؟ اس سود در سود کی وجہ سے دولت کھنچ کر سرمایہ دار کے پاس چلی جاتی ہے اور مزدور نادار و مفلس ہو جاتا ہے ۔ اس زمانہ میں مشینریاں اور کلیں ایجاد ہو گئی ہیں ۔ کمپنیاں قائم ہو گئی ہیں ۔ ریل اور جہاز کی وجہ سے مال کے لانے لے جانے میں سہولتیں پیدا ہو گئی ہیں ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ساری دولت اور مال چند سرمایہ داروں کے پاس جمع ہو جاتا ہے اور دوسرے تمام لوگ بے کار اور بغیر مزدوری کے ہو جاتے ہیں ۔ معدودے چند لوگ تو متمول ہو جاتے ہیں اور باقی تمام مفلس و تباہ ۔

۲ ۔ اشتراکیت

یہ بات ظاہر ہے کہ محنت سب کرتے ہیں مگر سب کی محنتیں ایک پیمانے پر نہیں ہوتیں ۔ کاشت کار ، مزدور ، سخت محنت کرتے ہیں

اور سرمایہ دار کچھ بھی نہیں یا بہت کم ۔ محنت اور کام بھی دولت ہے ۔ سرمایہ داروں اور کام کرنے والوں کی محنتوں میں مساوات نہیں ہوتی ۔ کام کرنے والوں کی محنت اور اس کی قیمت زیادہ ہے تو اس کے مقابل سرمایہ داروں کی دولت اور اس کی قیمت زیادہ ہے ۔ یہ زیادت بلا معاوضہ اور سود ہے ۔ خدا نے عامتہ الناس کے لئے دولت پیدا کی ہے ، مواد پیدا کیا ہے ۔ سرمایہ داروں کی تعداد کم ہوتی ہے اور کام کرنے والوں کی زیادہ ۔ کثرت بڑی قوت ہے ، جو کام کرنے والوں کو حاصل ہے وہ بگڑ جاتے ہیں اور نوبت کشت و خون تک پہنچتی ہے ۔ مستحقین کو اُن کا حق دلانے کے لئے تلوار بیچ میں آجاتی ہے ۔

یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جس طرح سرمایہ دار کو جینے کا حق ہے مزدوروں اور کام کرنے والوں کو بھی جینے کا حق ہے ۔ کوئی اپنے گھر میں کوئی کام یا اپنی دولت کو اس طرح صرف نہیں کرسکتا کہ دوسروں کو نقصان پہنچے ۔ انصاف کا تقاضہ ہے کہ ظالم کو ظلم سے روکے ، حقدار کو اُس کا حق پہنچائے اور غریب کو قوی کے ہاتھ سے بچائے ۔ غرض کہ سرمایہ داروں اور محنت کرنے والوں میں جنگ ہوجاتی ہے ۔ نتیجہ کیا نکلا ؟ اس کو روس کی تاریخ بتلائے گی ۔

محنت کرنے والے سرمایہ داری سے کچھ ایسے بیزار ہوجاتے ہیں کہ تمام ملکیتیں سلطنت میں منتقل کردی جاتی ہیں ۔ جو چیز ہے مشترک اور سرکار کی ، دولت سرکار کی ، مال سرکار کا ، رعایا سرکار کی ، بچے سرکار کے ، عورت سرکار کی ، غرض جو ہے سرکار کا ۔ سب ایک رنگ میں ۔ نہ مذہب ہے نہ ملّت ۔ گویا مساوات کو کوڑھ ہوگیا ہے ۔ اگر سرمایہ داری آفت ہے تو اشتراکیت بھی اک قیامت ہے ۔ ٹکے سیر بھاجی ، ٹکے سیر کھاجا ۔ ایک لکڑی سے سب کو ہانکا

جارہا ہے ۔ ایران میں مزدکیوں کے زمانے میں اس کا خوب تجربہ ہو چکا ہے اور اب روس میں ہو رہا ہے ۔

۳ ۔ نظامِ تمدّنِ اسلام نظامِ تمدّنِ اسلام کیا ہے؟ اسلام سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں کو مناسب طریقہ سے جمع کرتا ہے ، اس طرح کہ سب کمانے میں ایک حد تک آزاد ہیں ۔ مگر نہ اس قدر کہ غریب تباہ ہو جائیں ۔ ہر سال چالیسواں حصّہ دولت کا غریبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ جو لوگ فوجی کاموں میں شریک نہیں ہوتے اُن سے بھی ایک قسم کا ٹیکس لیا جاتا ہے جس کا نام گزیدہ ، جزیہ یا وار فنڈ ہے ۔ اسلام اور دوسرے قسم کے ٹیکس بھی بحسبِ ضرورت لگاتا ہے ۔ کچھ تو اخلاقی حیثیت سے اور کچھ قانونی طور پر ۔ اُصولِ توریث سے مرنے کے بعد تمام دولت تقسیم ہو جاتی ہے ۔ اسلام ہمیشہ غریبوں کی امداد کے لئے مال داروں کو ترغیب دیتا ہے ۔ قرابت دار اگر نادار ہوں یا بے کار تو اُن کا نفقہ مال داروں پر واجب کرتا ہے ۔ اسلام سود کو ہرگز جائز نہیں رکھتا جو سرمایہ داری کی جان ہے اور تمام مظالم کی جڑ ۔

اسلام میں سود کیا ہے؟ اصل مال پر مال کی زیادتی ، بلامعاوضہ یا بمقابلہ زمانہ یا وقت کے یعنی اسلام ساہوکاروں کو مفت خوری کی اجازت نہیں دیتا ۔ اسلام میں سود دو چیزوں میں مانا گیا ہے :-

اوّل :- زر یعنی چاندی سونے میں ۔ تانبے اور نکل کے سکے بھی بعض علماء کے پاس زر میں شامل ہیں ۔

دوم :- اس قسم کے مال میں جو عموماً سود میں لگائے جاتے ہیں ۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ سونا ، سونے کے عوض ۔ چاندی ، چاندی کے

عوض۔ گیہوں، گیہوں کے عوض۔ جَو، جَو کے عوض۔ کھجور، کھجور کے عوض۔ نمک، نمک کے عوض۔ برابر کو برابر۔ دست بہ دست لین دین کرنا چاہیئے۔ اگر یہ اصناف مختلف ہوں تو جس طرح چاہے بیچ سکتے ہیں مگر دست بہ دست۔

بعض علمائے ظاہر نے رِبا یعنی سود کو اُن ہی مذکورہ صورتوں میں منحصر سمجھا۔ دوسرے ائمہ نے قیاس کر کے بعض اور چیزوں کو بھی قابلِ رِبا یعنی سود سمجھا۔

(۱) حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پاس قابلِ سود چیزیں وہ ہیں جو ناپی اور تولی جاتی ہیں، ان دونوں کے لئے قدر کا لفظ ہے۔ پس سود کے لئے قدر اور ہم جنس ہونا شرط ہے۔ اگر جنس قدری اور ہم جنس ہے تو نہ فضل (یعنی زیادت) جائز ہے نہ نسیہ یعنی اُدھار اور اگر جنس ایک نہیں تو زیادت جائز ہے اور اُدھار ناجائز ہے۔ پس جو چیزیں گنی جاتی ہیں ان میں سود نہیں۔

(۲) امام شافعیؒ کے پاس قابلِ رِبا چیزیں ماکولات یعنی جو چیزیں کھائی جاتی ہیں جیسے انڈے، سیب وغیرہ اور چاندی سونا ہیں۔ پس اگر یہ چیزیں ہم جنس ہوں تو زیادت اور نسیہ یعنی اُدھار جائز نہیں۔

(۳) امام مالکؒ کے پاس قابلِ رِبا و سود، مال، نقدین یعنی چاندی سونا، قُوت یعنی غذا اور مصلحِ غذا چیزیں جیسے نمک، مرچ، شکر وغیرہ اور اتحادِ جنس بھی حسبِ سابق مشروط ہے۔

(۴) عبدالملک ابنِ ماجشون کے پاس ہر قابلِ نفع چیز میں رِبا ہوگا۔

بہر حال جو زیادت وقت کے مقابل ہوتی ہے وہ سود ہے۔ اس کا لین دین جائز نہیں۔ بعض سود خوار سلطنتیں بھی جن کا مقولہ ''تجارت آزاد ہے'' تھا سرمایہ داروں کی زیادہ نفع طلبی اور خود غرضی کی وجہ سے خود اشیاءِ تجارت خریدنے لگی ہیں اور ''راشن'' قائم ہوگیا ہے یعنی غریبوں کی پرورش کی غرض

ہے یہ ریاستیں خود چھوٹے چھوٹے پیمانہ پر بیچنے لگی ہیں اور حسبِ ضرورت کوپن تقسیم ہوتے ہیں جس سے غریبوں کو بہ سہولت اور گونہ کم قیمت پر اشیائے یحتاج میسر ہوجاتے ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوجائے گا کہ یہ تحدید تجارت نظام تمدن اسلام کا ایک شعبہ ہے۔ آج کل غیر مسلموں کو سود لیتا دیکھ کر بعض علماء کا دل بھی بھڑ بھڑا گیا ہے اور اُنھوں نے سود کو جائز کرنے کی ترکیبیں سونچیں۔ سب سے بدتر صورت دار الاسلام میں قرض میں بھی زیادت کو سود نہ سمجھنا ہے۔ کھلی بلا معاوضہ صورت تو قرض ہی میں نمایاں تر ہے۔ ان کو سمجھنا چاہئیے کہ قرض بھی مبادلۂ مال بہ مال ہے اور بیع کی ایک صورت ہے۔ دیگر اقسامِ بیع میں سود کو واقع سمجھنا اور قرض میں نہ سمجھنا نہایت افسوس ناک ہے۔

بعض علماء نے یہ فتویٰ نکالا ہے کہ دارالحرب میں سود لینا جائز ہے یا دار الحرب میں جو لین دین ہوتا ہے وہ سود نہیں فئے ہے۔ ہم پہلے دار الحرب کی تعیین کرتے ہیں پھر دارالحرب میں سود لینے کی۔

دارالحرب کی تعیین میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں، شعارِ اسلام سے جس سلطنت میں روکا جائے وہ دارالحرب ہے۔ بعض کہتے ہیں، شرعی کام سے بھی روکا جائے تو وہ مداخلت فی الدّین ہے اور وہ سلطنت دار الحرب ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں، ملک ایک بار دار الاسلام ہوجانے کے بعد چاہے پھر کافروں کے پاس چلا جائے وہ دار الاسلام ہی رہے گا۔

ہمارا خیال ہے کہ دارالاسلام اور دار الکفر کی تمیز بہ اعتبارِ لشکر اور قوت کے ہے۔ اگر مسلمانوں کا پادشاہ ہے اور فوج بھی رکھتا ہے اور وہ فوج پادشاہ کے حکم پر جس غیر مسلم ریاست کے مقابل حکم دیا جائے لڑنے پر تیار ہے تو وہ سلطنت اسلامی ہے اور وہ ملک دارالاسلام گو وہ ریاست کافروں کی حلیف ہو،

یارِ وفادار ہو، یا کسی قدر ضعیف و ناتواں ہو۔ بعض لوگوں کے پاس دار الکفر اور دار الاسلام کا مابہ الامتیاز اقتدارِ اعلیٰ ہے۔ اگر اقتدارِ اعلےٰ اہلِ اسلام کا ہے تو وہ دار الاسلام ہے ورنہ دار الکفر۔

بعض لوگ کہتے ہیں۔ فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَااعْتَدٰی عَلَیْکُمْ ۔ یعنی جو تم پر تعدی کرے تم بھی ویسی ہی اُس پر تعدی کرو، جنگ سے خاص نہیں، مُسْتَاْمَن یعنی امن دیئے ہوئے آدمی کو بھی شامل ہے اور ہدایہ کی عبارت لَارِبَا بَیْنَ مُسْلِمٍ وَّ ذِمِّیٍّ ؛ یعنی ذمی کے ساتھ مسلمانوں کا تحتِ قانونِ امن فائدہ اُٹھانا سود نہیں اور بعض علمائے دہلی کے قول کو لاتے ہیں۔ لَارِبَا بَیْنَ مُسْلِمٍ وَّحَرْبِیٍّ۔ یعنی حربی کے ساتھ مال کی زیادت ربا نہیں وہ ایسے زیادہ مال کو فَے یعنی عطیہ کہتے ہیں اور ان کا مقولہ ہے، ہر جیسے کو ویسا۔

اس وقت کئی سوال پیدا ہوتے ہیں۔ کیا جیسا سود لینا جائز ہے دینا بھی جائز ہے؟ کیا قمار اور جوا جس میں خوشی سے مال دیا جاتا ہے وہ بھی جائز ہے؟ اور کیا یہ جواز صرف سود تک محدود ہے یا اور دوسرے تمتعات کو بھی شامل ہے؟ اور فَے کا نام دینے سے سودی معاملہ سودی نہیں رہتا تو کیا قمار اور تمتع کا نام رکھنے سے اُن کی حقیقتیں بدل جاتی ہیں؟ ہمارے پاس اس میں بڑی خطرناک جرأت ہے۔

اکثر لوگ یہ عذرِ لنگ پیش کرتے ہیں کہ اگر دار الحرب میں سود جائز نہ کیا گیا تو مسلمان تباہ ہوجائیں گے کیونکہ تمام مالی معاملات سود پر چلتے ہیں۔ شرِ کثیر کے مقابل شرِ قلیل قابلِ اختیار ہے۔

ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام نے صرف سود کو ممنوع کیا ہے۔ دوسرے قسم کے معاملات اسلام میں جائز ہیں۔ بیع سلم جائز ہے یعنی پیسے کاشت کار کو پہلے دینا اور جنس بعد میں بصول کرنا۔ مشارکت بھی جائز ہے یعنی ایک کا پیسہ اور ایک کی محنت۔

صحابہ کرامؓ اسلامی اُصول سے معاملت کر کے لکھ پتی تھے۔ صحابہؓ کے سوا دوسرے لوگ بھی تجارت کرتے تھے۔ خود حضرت ابو حنیفہؒ امامِ اعظم تجارت فرماتے تھے مگر پابندیٔ قواعدِ اسلام کے ساتھ اور خوش حال زندگی بسر کرتے تھے۔

ان مسائل کی تفصیل کتبِ فقہ میں مذکور ہے۔ خدا نے فرصت دی تو ان معاملاتِ مالی کی تفصیل فقیر بھی ایک مستقل رسالہ میں لکھے گا۔ اور بتائے گا کہ بغیر سود لئے بھی مالی معاملات چل سکتے ہیں اور اچھی طرح چل سکتے ہیں۔ یہ بالکل غلط خیال ہے کہ مسلمان سود نہ لینے کی وجہ سے مخالفین کے مقابل مفلس اور عاجز ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اصل تباہی بے جا صرفہ اور اسراف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؛ اسراف کرنے والے برادرانِ شیطان ہیں۔ ضرورت پر اگر قرض لیا جائے اور صاحبِ حاجت محتاج ہوں تو اسلام مسلمانوں کو قرضۂ حسنہ دینے کی تاکید فرماتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؛ یعنی صاحبِ حاجت کو قرض دینا خدا کو قرض دینا ہے۔ کوئی مجھے بتادے کہ سرمایہ کی ترقی کے لئے کتنے لوگ قرض لیتے ہیں؟ تمام لوگ بے جا رسوم، جھوٹے فیشن اور غلط نام و نمود پر کافروں کے سامنے قرض کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ جب خدا نے محتاج پر زکوٰۃ فرض نہیں کی، حج فرض نہیں کیا تو دوسری کونسی چیز محتاج پر واجب ہے۔ شیخی، جھوٹی شیخی، نمائش، غلط نمائش۔ اپنی جتنی چادر دیکھو اتنے پاؤں پھیلاؤ۔ خوش حال لوگوں کو دیکھ کر اُن کی برابری کا ارادہ کرنا خود کو برباد کرنا ہے۔ پیدائش کے زمانہ سے موت تک کون کون سے بے جا رسوم میں روپیہ لگایا جاتا ہے۔ چھٹی، چلّہ، بسم اللہ خوانی، منگنی، رسمِ پاندان، شادی بیاہ، جمعہ گیاں، سوم، دہم، چہلم، ششماہی، سالیانہ کرنے کی نادار کو کیا ضرورت ہے۔

سودی قرض لے کر دینی کام کرنے کا کس امام کس ولی نے حکم دیا ہے، اقتصاد پر عمل کرو۔ احتیاط سے لین دین کرو۔ کچھ کھاؤ کچھ بچاؤ تو تم کیوں تباہ ہو اور کیوں جان سود کے جنجال میں پھنسے؟ جو لوگ احتیاط سے کام لیتے ہیں اُن کو قرض لینے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

ڈبویا رسوم و تکلف نے ہم کو — کہ جن کا نتیجہ قرضداریاں ہیں
بکیں سُود در سُود میں جائدادیں — عدالت سے جاری گرفتاریاں ہیں
یہ چلّہ، یہ چھٹی، یہ بسم اللہ خوانی — سب اسراف ہے جب کہ ناداریاں ہیں
سوم اور چہلم کی اور عرس کی بھی — عبث قرضِ سُودی سے تیاریاں ہیں

(حسرت صدیقی)

سینما میں جاؤ، برج پر روپیہ لگاؤ، گھوڑ دوڑ میں شرطیں باندھو، خوب شراب اُڑاؤ، باپ دادا کی دولت لٹاؤ۔ خود کچھ نہ کماؤ اور شکایت کرو کہ سود سے روکنے سے مسلمانوں کی دولت میں ترقی نہیں ہوتی۔ نہ تجارت، نہ صنعت، نہ حرفت۔ دولت کمانے کی کونسی صورتیں تمہارے پاس ہیں۔ افسوس کہ تم کو لٹانا آتا ہے اور کمانا نہیں آتا۔ مذہب کی عزت باقی رکھو۔ تم پختگی کے ساتھ ثابت کرو کہ تم عملی مسلمان ہو۔ کیا کبھی ملّی حالت میں مسلمانوں نے سود لیا ہے؟ ہرگز نہیں، خدا نے سود کو حرام کیا ہے اور بیع کو جائز۔ کس کی مقدور ہے کہ جس کو خدا حرام کرے وہ اس کو حلال کرے۔ خدا ان تحلیلِ حرام کرنے والوں کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ خدا اور رسولؐ سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ صاحبو! سودخواری بڑی بری صفت ہے۔ نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔ تمہارا ضمیر بآوازِ دُہل کہتا ہے کہ تم سود لے رہے ہو اور بے جا تاویلات سے حقائق کو بدلنا چاہتے ہو۔ اس خطرناک تباہی سے، اس دین کی بربادی سے خدا مسلمانوں کو بچائے۔

اوپر جو آیات گزریں وہ سورۂ بقرہ کی تھیں آگے دیکھیے سورۂ ال عمران میں کیا فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

ترجمہ:- اے ایماندارو! دوگنا چوگنا تو سود نہ کھایا کرو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم (کامیاب ہوجاؤ) فلاح پاؤ۔

صاحبو! آج کل کی حالت ملاحظہ فرمایئے۔ بعض نادان علماء نے دارالحرب میں سود لینا جائز کردیا۔ اس کے نتائج ملاحظہ فرمایئے۔ مسلمان، مسلمان سے سود لے رہا ہے۔ خصوصاً عرب اور سرحدی لوگ ایک روپیہ کا سود، ماہانہ ایک آنہ سے چار آنہ تک وصول کرتے ہیں اور کیسی بداخلاقی سے وصول کیا جاتا ہے۔ فقہ پڑھنے سے آدمی فقیہ نہیں ہوتا۔ فقیہ وہ ہے جو زمانہ کے حالات اور معاملات سے واقف ہو، سوچ سمجھے کہ مسلمانوں پر کیا تباہی آرہی ہے، کیا بداخلاقیاں پیدا ہوگئی ہیں، کیا مظالم ٹوٹ رہے ہیں۔ سود خواری کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کی طرف سے ان سودخواروں کو جنگ کا الٹی میٹم دے دو۔ فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۔ خدا سود کو نیست و نابود کردینا چاہتا ہے، مٹا دینا چاہتا ہے۔ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا اس پر شاہد عدل ہے۔

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

ترجمہ :- اور آتشِ دوزخ سے بچو جو کافروں کے لئے (مہیا اور) تیار کی گئی ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

ترجمہ :- اور اللہ و رسول کی اطاعت کرو (اور اُن کا حکم مانو) تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

دیکھو ! رحم کو اطاعتِ خدا تعالیٰ و رسولؐ سے وابستہ کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ و رسولؐ کی اطاعت سے اعراض و روگردانی اور پھر رحم کی اُمیدواری ؟ رَحْـــمٌ کے معنٰی مڑنے کے ہیں۔ تم نے خدا سے منہ موڑ لیا خدا تمہاری طرف کیوں متوجہ ہوگا۔

اور سورۃ النساء میں فرماتا ہے :

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾

ترجمہ :

پھر تو ہم نے یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے کتنی پاک چیزیں جو اُن کو حلال تھیں اُن پر حرام کر دیں ، اور اس سے بھی کہ وہ راہِ خدا سے بہت اعراض (اور رُوگردانی) کرتے تھے ۔ اور اُن کی سود خواری کی وجہ سے ، حالانکہ اُن کو اس کی ممانعت کی گئی تھی ، اور ناحق لوگوں کا مال کھا جانے کی وجہ سے (ہم نے بہت سی اچھی چیزیں اُن پر حرام کر دیں) اور ہم نے ان میں سے منکرین کے لئے عذابِ الیم تیار رکھا ہے ۔

صاحبو! آج کل مسلمان کیا کر رہے ہیں؟ سود خواری عام ہوگئی ہے ۔ رشوت خواری کی کیا کمی ہے؟ چھوٹے سے بڑے تک کوئی رشوت لینے سے نہیں شرماتا ۔ جب تک بالائی نہ ہو کھانا کھایا ہی نہیں جاتا۔ سچے مقدمے کو جھوٹا بنانا ، حق کو ناحق ثابت کرنا یہ تو بائیں ہاتھ کا کھیل ہے ۔علم کی پختگی کدھر ہے؟ قرآن پر ایمان رکھنا کہاں ہے؟ پابندیِ صلوٰۃ و زکوٰۃ تو بالکل منقود ہوگئی ہے ۔ پھر بتایئے اِن کے لئے کیا عذابِ الیم تیار نہیں ہے؟ اسلامی نام سے کیا ہوتا ہے؟ اسلامی کام بھی تو کرو ۔علم بے عمل وبال ہے اور اور عملِ بے علم ضلال ہے ۔علم و عمل دونوں جمع ہوں تو کمال ہے ۔

اور سورۂ روم میں فرماتا ہے :

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِىٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝

ترجمہ:

اور تم نے جو کچھ روپیہ سود بٹے پر لگایا ہے کہ لوگوں کو قرض دیا ہوا مال بڑھتا رہے اور مالی ترقی ہوتی رہے۔ مگر خدا کے پاس ایسا مال ترقی نہیں کرتا اور جو روپیہ کہ تم خدا کی رضا جوئی کے لئے زکوۃ میں دیتے ہو (بے شک وہ بڑھتا رہتا ہے)۔ پس یہی لوگ ہیں (ایک کے دو پانے والے)۔ اپنے مال کو کئی چند کرنے والے۔

سودخوار ہمیشہ خوار

نہ اُس کا یار نہ مددگار

آخرش فی النار۔